بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

ایک عاجلانہ وغیر ذمہ دارانہ، نام نہاد فتوی

"التحقیقات لدفع التلبیسات" پر، اپنائیت بھرا

خیرخواہانہ تبصرہ

از

زبدۃ السالکین، یادگار اسلاف، نور دیدہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ

محمد صالح قادری نوری رضوی بریلوی

دامت برکاتہم العالیہ، شیخ الحدیث مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا

مرکز نگر متھراپور بریلی شریف (یوپی) الہند

ترتیب وسعی

(مولانا) محمد شاعر رضا قادری رضوی دارجلنگوی

مدرس جامعۃ الرضا بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

ایک عاجلانہ وغیر ذمہ دارانہ، نام نہاد فتوی

"التحقیقات لدفع التلبیسات" پر، اپنائیت بھرا

خیر خواہانہ تبصرہ

از

زبدۃ السالکین، یادگار اسلاف، نور دیدہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ

محمد صالح قادری نوری رضوی بریلوی

دامت برکاتہم العالیہ، شیخ الحدیث مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا

مرکز نگر متھراپور بریلی شریف (یوپی) الہند

ترتیب وسعی

(مولانا) محمد شاعر رضا قادری رضوی دارجلنگوی

مدرس جامعۃ الرضا بریلی شریف

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ !!

نام رسالہ	:	''ایک نام نہاد فتوی پر خیر خواہانہ تبصرہ''
تصنیف لطیف	:	ذوالفضل والجاہ یادگار اسلاف استاذ نا المعظم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صالح صاحب قبلہ قادری نوری دامت فیوضہ شیخ الحدیث مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف
مرتب	:	محمد شاعر رضا قادری رضوی دار جلنگوی ،مدرس جامعۃ الرضا، بریلی شریف
نظر ثانی	:	ماہر علم وفن حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب قبلہ نظامی استاذ و مفتی جامعۃ الرضا بریلی شریف
تصحیح وکمپوزنگ	:	حضرت مفتی غلام مرتضیٰ رضوی بنارسی استاذ جامعۃ الرضا بریلی شریف

ھدیۂ تشکر

اس کتاب کی اشاعت میں کسی بھی اعتبار سے جن حضرات کا تعاون شامل ہے وہ حضرات ہمارے شکریے اور اللہ عزوجل کے یہاں نیک اجر کے مستحق ہیں۔ بالخصوص مخدوم سامی حضرت مولانا حافظ وقاری محمد محسن رضا رضوی، مدرس دارالعلوم غریب نواز درگاہ یاسین جھک سلس، بڑی پارک، پونے (مقام ڈمرولہ، پوسٹ ڈمرولہ، تھانہ اسلام پور، ضلع اتر دیناجپور ویسٹ بنگال) جنہوں نے طباعت کا پورا صرفہ برداشت کیا۔ اللہ رب العزت انہیں دارین کی نعمتوں سے نوازے اور مزید دینی وملی خدمات کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔

ناظرین کرام: السلام علیکم

گزارش ہے کہ آپ حضرات سنجیدہ ہو کر اس مختصر رسالے کو اول سے آخر تک ٹھنڈے دل سے بغور پڑھیں، تعصب اور بے جا طرف داری اور شخصیت پرستی کو علیحدہ رکھیں۔ ایمانداری اور حق پرستی کو کام میں لائیں اور اپنے ایمان و انصاف سے فیصلہ کریں۔ انشاء اللہ العزیز قوی امید ہے کہ حق آفتاب سے زیادہ واضح ہو جائے گا۔ محمد شاعر رضا غفرلہ

☆☆☆☆☆☆

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ علی ماانعم والھم، وفتح من دقائق الحقائق وفھم، وصلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

امابعد!

یہ مبارک رسالہ مسمّٰی بنام" ایک نام نہاد فتوی پر خیر خواہانہ تبصرہ" آپ کے ہاتھوں میں ہے جسے علمائے دیناجپور وکشن گنج کے اصرار پیہم پر یادگار اسلاف استاذ نا المعظم شیخ العلماء سند الفضلاء زبدۃ الاتقیاء حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد صالح صاحب قادری رضوی بریلوی دام ظلہ النورانی نے تحریر فرمایا ہے۔ یہ فقیہانہ وحکیمانہ وناصحانہ تبصرہ دافع اوہام فاسدہ، کاسر تحقیقات تلبیسیہ، قاطع صلح کلیت بظاہر مختصر ہے مگر معانی ومواد ومفاد کے لحاظ سے ایک اہم رسالہ ہے، جس کے مطالعہ سے اہل انصاف کو ایمان وعقیدہ کو ایک نئی تازگی ملیگی مزید پختگی ومضبوطی آئیگی، حقانیت واضح ہوجائیگی، جہالت دور ہوجائیگی حضرت کی یہ پرنور تحریر ہمارے لئے مشعل راہ ہے، گم گشتگان راہ ہدایت کو راہ راست پر لانے والی مؤثر تحریر ہے، آپ کے لکھنے کا انداز بہت ہی خوب ونرالا ہے۔ مسائل کی پختگی، زبان کی شائستگی آپ کی تحریروں کی نمایاں خوبی ہے۔ اور حق والوں کو اس

سے اس جامعیت کا اندازہ ہوجائیگا جو حضرت مدظلہ النورانی کے فتاوی وتصنیفات میں ہے ۔ نیز آپ اپنی تحریرات کے ذریعے عقائد کی درستگی کے ساتھ ساتھ نیکی کی طرف رغبت، گناہوں سے دوری اور اعمال صالحہ اختیار کرنے کی جا بجا تلقین فرماتے ہیں۔

بلاشبہ آپ یکتائے روزگار ہیں، نابغہ عصر، نادرالوجود، واقف رموز طریقت، عارف حقیقت، رہبر شریعت، داعی حق، واصل الی الحق، پیکر عقل ودانش اور ملت کی آبرو ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر وصحت میں بے پناہ برکت عطا فرمائے اور آپ کا سایہ ہم سبھوں پر قائم ودائم فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

یہ رسالہ دراصل متعلقہ علاقہ کے ایسے علماء کے لیے روشنی کا منارہ ہے جن کے بارے میں حضور بحرالعلوم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا "کچھ موقع پرست علماء طرح طرح کی تاویلوں سے اپنی کوتاہیوں کو دین بنانا چاہتے ہیں اور مختلف بہانوں سے اختلاف ناروا کے جواز کی دلیل سوچتے رہتے ہیں۔" [فتاویٰ بحرالعلوم، ج ۴، ص ۲۳۰]

غرض ہمارے لئے یہ تبصرہ راہ حق کا سنگ میل ہے۔ علاقہ دیناجپور وکشن گنج کی سنیت پر یوں تو دشمنوں کی بدنگاہیں لگی ہوئی تھیں علمائے اہل سنت ،ملت کے ان دشمنوں سے برسر پیکار تھے اور اس کا خاطر خواہ نتیجہ بھی مسلمانوں کے سامنے تھا کہ اہل سنت، دیوبندیوں، وہابیوں کو ملت کے دشمن ہی سمجھتے تھے مگر افسوس! ایک فتویٰ نے ہمارے دین وفکر کو تہ وبالا کر دیا۔ اور مستقبل کا ایک بھیانک منظر نظروں میں گردش کرنے لگا اور اسکی ہلاکت خیزی میں شدت کا

احساس اس سے بھی ہوسکتا ہے کہ یہ دار العلوم ''نصیریہ'' کا فتویٰ ہے جو مفتی مولانا محمد ذوالفقار احمد اشرفی صاحب پناسوی کا لکھا ہوا ہے۔اسی فتوے کا نام انہوں نے ''التحقیقات لدفع التلبیسات'' رکھا تھا۔اس کے زہریلے اثرات سرطان کی طرح اہل سنت کو اپنا شکار بنا رہے تھے جب کہ یہ فتویٰ کسی طرح بھی قابل قبول نہیں تھا اور نہ ہے، کہ اقراری دیوبندی، وہابی سے سنیہ کا صرف نکاح جائز ہی نہیں کہا بلکہ اس پر مفتی صاحب کا عمل بھی ہوا۔مزید سینہ زوری یہ ہے کہ اسے ناجائز کہنے والوں کو مسائل شرعیہ سے ناواقف ہونے کا تمغہ بھی عطا کر دیا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں ''(یہ) نکاح بقول مفتیان کرام درست ہے جو اس نکاح کو ناجائز کہے وہ مسائل شرعیہ سے ناواقف ہے ان کو ایسی باتوں سے احتراز کرنا چاہیے''۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی ناواقفیت کی زد میں صرف اس فتوے کے علاقائی علماء ہی نہیں بلکہ جب سے فرقۂ باطلہ دیوبندیہ وجود میں آیا ہے اس تاریخ سے مفتی ذوالفقار احمد اشرفی کے اس فتوے کی تباہ کاری تک تقریباً اہل سنت کے سارے علماء ومشائخ کرام آچکے ہیں خصوصیت کے ساتھ۔

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان،
سرچشمۂ ولایت حضرت علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان،
صدر الافاضل حضرت مفتی سید حکیم نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ

ملک العلماء حضرت علامہ سید ظفرالدین بہاری علیہ الرحمہ

سیف اللہ المسلول حضرت علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ

حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ

صدرالشریعہ حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

حضور شیر بیشہ اہل سنت علیہ الرحمہ

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ

حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ

بلکہ اس فتوے کو چھوڑ دیں تو سارے علمائے کرام وفقہائے عظام کا یہی موقف رہا کہ یہ نکاح حرام حرام حرام ہے۔ جسے مفتی ذوالفقار اشرفی نے جائز ہی نہیں کہا بلکہ حرام کہنے والوں کو ناواقف قرار دیا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

ایسا فتویٰ جب اس دارالافتاء سے جاری ہوا جس پر علاقہ کو کسی زمانہ میں ناز تھا تو ردعمل کے طور پر ایک اضطراری کیفیت کا احساس ہر ایک کو ہوسکتا ہے۔ بالخصوص وہ علماء جو رات دن دین وملت کی خدمت میں اپنا سب کچھ نذر کررہے ہیں وہ حضرات کس طرح سے بے چینی کی حالت میں کروٹیں بدل رہے ہونگے۔ اور موقع پرست علماء کس طرح طبلے بجا رہے ہونگے۔ ذی شعور سے یہ مخفی نہیں ہے۔ ایسے وقت میں عوام کی طرف سے صدائیں آرہی ہونگیں:

اے وحشت دل اے جوش جنون
جانا ہے کدھر معلوم نہیں

یاد رہے استاذی الکریم محقق عصر مناظر اہل سنت خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی غلام مرتضیٰ رضوی مدظلہ العالی بانی و ناظم اعلیٰ دارالعلوم امام احمد رضا و جامعہ تاج الشریعہ وخانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ سونا پوراتر دینا جپور، یہ وہ ذات گرامی ہے جنکی خدمات ناقابل فراموش ہیں، آپ ہر دم مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت اور اس کے خلاف امور کی سرکوبی و نیست و نابود کرنے پر کوشاں و سرگرداں رہتے ہیں۔ آپ ہی نے مولانا ذوالفقار اشرفی کی کتابچہ کے باطل استدلالات کا پردہ چاک کرنے اور امت مسلمہ کو گمراہی سے بچانے کے لیے سب سے پہلے قدم آگے بڑھایا۔ جا بجا تقریری بیانات کے ذریعہ اس کا بھرپور رد فرمایا، علاقہ پر یہ عظیم احسان ہے کہ انہوں نے علاقے کی اس اضطرابی کیفیت کو بڑی شدت سے محسوس کیا اور اکابر مفتیان کرام سے رابطہ کیا اور بعینہ وہ جواب جو مفتی ذوالفقار احمد اشرفی نے تحریر کیا ہے مع سوال کے استاذ العلماء وسند الفضلاء حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد صالح صاحب قبلہ قادری بریلوی مدظلہ النورانی کے دربار عالی میں پیش کیا اس سے قبل اس فتوے کو تصدیق کے لیے مفتی ذوالفقار صاحب نے بریلی شریف بھیجا تھا کسی طرح سے یہ حضرت مدظلہ العالی کی بارگاہ میں پہنچا تو آپ نے پہلی نظر میں ہی فرمایا کہ یہ قابل استصواب نہیں ۔ یہ کتب فقہ کے خلاف بالخصوص فتاویٰ رضویہ کی صراحت

کے خلاف ہے اور سوال و جواب کو واپس کر دیا تھا۔لیکن بار دیگر اس فتوے کے منظر عام پر آنے کے بعد جب علاقہ میں اسکے مضر اثرات رونما ہونے لگے اور سنیت میں بے چینی پھیلی یہاں تک کہ کچھ علماء اسی کو دلیل بنا کر بدعقیدوں سے نکاح بھی پڑھانے لگے تو پھر اس کے دفاع کے لئے حضرت سے دوبارہ فریاد کی گئی اور سنیت کا حوالہ دیا گیا تو آپ نے اس فتوے پر ایک ایمان افروز ''تبصرہ'' تحریر فرمایا جسے میں آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔اس امید کے ساتھ کہ پورے تبصرہ کو بغور پڑھینگے اور اس پر عمل کریں گے۔

دوسرے مرحلہ میں اس سوال و جواب کو حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ قاضی القضاۃ فی الہند وارث علوم اعلیٰ حضرت حضر علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتھم العالیہ کی بارگاہ عدالت میں پیش کیا گیا آپ نے توجہ فرمائی اور سوال و جواب کو بغور سماعت فرمایا۔فتویٰ کے نفس حکم پر آپ نے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا ساتھ ہی پورے فتویٰ کی سماعت فرمائی۔اور قابل تردید بتایا پھر آپ کے سامنے ''تبصرہ'' پیش کیا گیا۔اس کی آپ نے تائید فرمائی۔یہی وہ نورانی ایمانی تبصرہ ہے جس سے متاثر ہو کر استاذی الکریم محقق عصر جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد رفیق الاسلام صاحب نوری منظری دیناجپوری مدظلہ العالی شیخ الحدیث وصدر دار الافتاء جامعہ غوثیہ شکوریہ بلہور کانپور یوپی نے تنگئ وقت

کے باوجود بعجلت ایک کتاب تحریر فرمائی۔ جس کا نام ''تحقیقات یا تلبیسات'' ہے جو بعد طباعت آپ کے سامنے پہنچ چکی ہوگی۔ جس میں ''التحقیقات لدفع التلبیسات'' کتابچہ کی بھرپور تردید کی گئی ہے۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ کے قلم حقیقت رقم نے حقیقت مسئلہ کو آفتاب نصف النہار سے زیادہ واضح فرمایا دیا ہے۔

پھر راقم الحروف نے اساتذہ وعلمائے اہل سنت کے اصرار کرنے پر اس سوال کا جواب حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ والقدسیہ سے حاصل کیا اور تبصرہ کے ساتھ اس کو ضم کردیا آگے آپ خود ملاحظہ فرمالیجیے۔ نیز میں علاقہ کے علمائے کرام جنکی تمام تر کدو کاوش محنت وجانفشانی کا محور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت مذاہب باطلہ اور افکار فاسدہ کے خلاف جہاد قلمی ولسانی فرمانا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ ناشر مسلک اعلیٰ حضرت ہادم قلعہ صلح کلیت خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد احمد رضا صاحب قبلہ دیناجپوری [شہزادۂ بلبل بنگال] زادھم اللہ تعالی شرفا وفضلا کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مولانا ذوالفقار اشرفی کے، شریعت مطہرہ سے متصادم کتابچہ کے مہلک اثرات کا احساس کرتے ہوئے اپنے تقریری بیانات کے ذریعہ اس کا لاجواب مسکت رد فرمایا اور ایک کتاب بھی تحریر فرمائی جس کا نام ''**تازیانہ بر محبین عام دیابنہ**'' ہے۔ نام سے ہی واضح ہے کہ انہوں نے عام دیابنہ کی تصریح فرمائی اس کا بھی مطالعہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا اور اس کے مطالعہ سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ موصوف کے دل میں امت کی زبوں حالی کا بہت درد ہے۔ انتشار و

افتراق سے بہت نالاں ہیں، اور فروغ مسلک اعلیٰ حضرت کے لیے بہت فکر مند ہیں الحمدللہ علی ذالک۔

اب آپ کی رائے صواب کی طرف سنیت کی نگاہیں مرکوز ہیں جس کو سنوارنے میں ہمارے بزرگوں نے شب و روز ایک کر دیا تھا آج سنیت کی وہی بہار کچھ بد نگاہوں کی شکار ہے اللہ تعالیٰ بزرگوں کی اس امانت کو سلامت رکھے حق سننے اور حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

بندۂ بے دام محمد شاعر رضا قادری رضوی دار جلنگوی
خادم العلم الشریف، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

(نوٹ)

ازیں قبل مفتی ذوالفقار صاحب کے فتوی کے رد میں، اس نورانی ''تبصرہ'' سے متاثر ایک کتاب بنام ''تحقیقات یا تلبیسات؟'' منظر عام پر آ چکی ہے امید تھی کہ مفتی ذوالفقار صاحب رجوع کر لینگے لیکن عدم رجعت سے ہمیں مایوسی ہوئی لہذا بار دیگر مطالبہ ہے کہ اس گمراہ کن فتوی سے رجوع کریں اور تائب ہوں یہی ہمارے اسلاف کا دستور رہا ہے۔ نیز ''تبصرہ'' کے منظر عام پر تاخیر سے لانے کی وجہ بھی یہی ہے کہ مفتی صاحب رجوع کر لینگے لیکن ان کی طرف سے کوئی زبانی یا تحریری بیان منظر عام پر نہیں آیا ان کی خاموشی بتا رہی ہے کہ وہ اب بھی اسی پر قائم ہیں بہر صورت ''تبصرہ'' کو اور حضور تاج الشریعہ مد ظلہ النورانی کا جواب اسی امید پر منظر عام پر لایا جاتا ہے کہ وہ رجوع کر لیں۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم۔

محمد شاعر رضا قادری رضوی دار جلنگوی

☆☆☆☆☆

تقریظ جلیل

محقق عصر، فقیہ النفس، ماہر علوم وفنون، خلیفۂ حضور تاج الشریعہ
حضرت العلام مفتی قاضی محمد شہید عالم صاحب رضوی کٹیہاری مدظلہ العالی
استاذ وصدر مفتی جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف یوپی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

استاذ الاساتذہ، فقیہ اسلام، حضرت العلام حضرت علامہ مفتی محمد صالح صاحب قادری قبلہ مدظلہ العالی نے مذکورہ فتویٰ پر فقیہانہ تبصرہ اور اصول شرع و افتاء کی روشنی میں جو جرح وتنقید کی ہے وہ نہایت فقہی بصیرت اور احوال اہل زمانہ سے متعلق طویل تجربات پر مبنی ہے۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے اہل سنت و جماعت کی صحیح رہنمائی فرمائی ہے۔ اور مذکورہ فتویٰ میں دانستہ یا فریب کا شکار ہو کر بد عقیدہ کہلانے والوں اور اپنے کو بد عقیدوں میں شمار کرنے والوں کے ساتھ رشتۂ ازدواج قائم کرنے اور بنات اہل سنت و جماعت کو بدعقیدگی کی طرف ڈھکیلنے اور بدعقیدوں کے ساتھ مجالست ومواکلت ومشاربت ومکالمت کو جائز ٹھہرا کر اہل سنت و جماعت کے لیے گمرہی کا راستہ کھولنے کی سعی نامحمود کی گئی تھی اس پر روک لگا کر اور مجیب کی چابک دستی کو آشکار کر کے حضرت مفتی صاحب قبلہ نے شرعی ذمہ داری ادا فرمائی ہے۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ کا یہ کام قابل ستائش ہے۔ میں حضرت مفتی صاحب قبلہ کے فقیہانہ تبصرہ اور جرح وتنقید

سے اور مسئلہ دائرہ میں انہوں نے جو حکم شرع صادر فرمایا ہے اس سے متفق ہوں رب کریم حضرت مفتی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین۔

استفتاء میں مذکور جملہ" وہ لڑکا عوام میں سے ہے وہ اپنے آپ کو دیو بندی کہلاتا ہے جب ان کے پاس اسلامی عقائد اور کفری عقائد (دیو بندی عقائد) پیش کیے گئے تو انہوں نے کفری عقائد کا انکار کیا اور تحریر دیدی کہ میں ان کفری عقائد کو نہیں مانتا ہوں اسلامی عقائد کو مانتا ہوں"۔استفتاء میں انداز وہ اختیار کیا گیا کہ مجیب فریب کا شکار ہوجائے اور مستفتی کو من چاہا فتویٰ مل جائے۔ایسی صورت میں مجیب کو چاہیے تھا کہ اہل زمانہ کے احوال پر نظر کرتے اور حفظ الایمان کی کفری عبارت کے قائل اشرفعلی تھانوی اور تحذیر الناس کی کفری عبارت کے قائل قاسم نانوتوی اور براہین قاطعہ کی کفری عبارت کے قائل ومصدق خلیل احمد انبیٹھوی اور رشید احمد گنگوہی کی کفری عبارتوں کو دکھا یا سنا کران کے بارے میں پوچھتے کہ تم ان لوگوں کو کیا سمجھتے ہو اگر وہ بتاتا کہ ان کو اپنا دینی پیشوا مانتا ہوں یا یہ کہتا کہ ان کو مسلمان مانتا ہوں بلکہ ان کے کفر وعذاب میں شک ہی کرتا تب بھی حکم وہی تھا کہ اس سے سنیہ کا نکاح باطل محض ہے۔اور اگر بالفرض اپنے ان اکابر، قائلین کفریات کو کافر کہتا جس کی امید بہت کم ہے اور اس سے آگاہی کے باوجود مسکناً دیو بند کا باشندہ نہ ہونے کے باوجود اپنے کو دیو بندی کہلانا لزوم کفر سے مفر نہیں کہ ایسی صورت میں دیو بندی کہلانا ان کبرائے دیابنہ کے معتقدات کے معتقد ہونے کو مستلزم اور اس صورت میں بھی

عندالفقہاء بطلان نکاح کا حکم ہے۔علی سبیل التنزل اگر اس کو گمراہ کہیے تو کیا گمراہ کے نکاح میں سنی کا اپنی بیٹی دینا جائز ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔الحاصل عندالمتکلمین کسی شخص پر اس کے قول کا معنی کفر میں متعین نہ ہونے کی بنا پر حکم کفر نہ دیا جانا عندالفقہاء اس شخص کے مومن ہونے کو مستلزم نہیں اگر اس کا قول معنی کفر میں ظاہر و متبین ہے تو عندالفقہاء کفر ہے اور نکاح مسئلہ فقہی ہے جس کی صحت کو شوہر کا عندالفقہاء مومن ہونا اور کفر سے بری ہونا درکار ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ العزیز فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں۔"نکاح کا جواز و عدم جواز نہیں مگر ایک مسئلہ فقہی تو یہاں حکم فقہاء یہی ہوگا کہ ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں خواہ مرد وہابی ہو یا عورت وہابیہ اور مرد سنی۔ہاں ضرور یہ ہے کہ ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اور ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں، نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر نہیں کہتے مگر یہ صرف برائے احتیاط ہے دربارۂ تکفیر حتی الامکان احتیاط اسی میں ہے کہ سکوت کیجیے مگر وہی احتیاط جو وہاں مانع تکفیر ہوئی تھی یہاں مانع نکاح ہوگی کہ جب جمہور فقہائے کرام کے حکم سے ان پر کفر لازم تو ان سے مناکحت زنا ہے تو یہاں احتیاط اسی میں ہے کہ اس سے دور رہیں اور مسلمانوں کو باز رکھیں۔للہ انصاف کسی سنی صحیح العقیدہ معتقد فقہائے کرام کا قلب سلیم گوارہ کرے گا کہ اس کی کوئی عزیزہ کریمہ ایسی بلا میں مبتلا ہو جسے فقہائے کرام عمر بھر کا زنا بتائیں تکفیر سے سکوت زبان کے لیے احتیاط تھی اور اس نکاح سے احتراز فرج کے واسطے

احتیاط ہے یہ کون سی شرع ہے کہ زبان کے باب میں احتیاط کیجیے اور فرج کے بارے میں بے احتیاطی ۔ انصاف کیجیے تو بنظر واقع حکم اس قدر سے منقح ہولیا کہ نفس الامر میں کوئی وہابی ان خرافات سے خالی نہ نکلے گا اور احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے نہ احتمالات غیر واقعہ کا بل صرحوا ان احکام الفقه تجری علی الغالب من دون نظر الی النادر" [فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۲۶۱]

نیز امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: بد مذہبوں سے سنیہ عورت کا نکاح کر دینا روا و مباح ہو جس میں کچھ گناہ اور مخالفت احکام شرع نہ ہو یہ ہر گز نہیں ارشاد مشائخ کرام المناکحت بین اھل السنة واھل الاعتزال لا تجوز کے یہی معنی ہیں یعنی سنیوں معتزلیوں میں مناکحت مباح نہیں۔ [فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۲۶۴]

نیز اسی میں ہے: "ثم اقول وباللہ التوفیق اگر نظر تحقیق کو رخصت جولان دیجیے تو بد مذہب سے سنیہ کی تزویج ممنوع ہونے پر شرع مطہر سے دلائل کثیرہ قائم ہیں" [فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۲۶۴] ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: قاضی شہید عالم رضوی

جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

☆☆☆☆☆

قارئین سے التماس

عبارت ''تبصرہ'' پڑھنے سے قبل مولانا مفتی ذوالفقار احمد اشرفی صاحب کا جواب مع سوال پڑھیں جس کا انہوں نے ''التحقیقات لدفع التلبیسات'' نام رکھا ہے اس سے صرف جواب کا ماحصل سوال کے ساتھ اختصاراً مع ترک اقتباسات نقل کر کے آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ (مرتب)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ:

زید سنی صحیح العقیدہ ہے۔ انہوں اپنی لڑکی کا نکاح ایسا لڑکا سے کروایا وہ لڑکا عوام میں سے ہے وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہلاتا ہے۔ جب ان کے پاس اسلامی عقائد اور کفری عقائد (دیوبندی عقائد) پیش کیے گئے تو انہوں نے کفری عقائد کا انکار کیا اور تحریر دیدی کہ میں ان کفری عقائد کو نہیں مانتا ہوں اسلامی عقائد کو مانتا ہوں تو کیا ایسی صورت میں جب کہ لڑکا نے تحریر دیدی اس لڑکا کو کافر ومرتد کہا جا سکتا ہے؟ اس لڑکا سے سنیہ لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بکر جو کہ عالم ہے وہ کہتا ہے نکاح جائز نہیں وہ خود ناجائز سمجھ کر نکاح نہیں پڑھایا تو کیا بکر کا یہ فعل درست ہے۔ دوسرا کسی سنی عالم دین نے نکاح پڑھایا تو کیا ان کا نکاح پڑھانا درست ہے؟

المستفتی: افتخار حسین اشرفی

بمقام کاشی باڑی پوسٹ روئی دھانسہ

ضلع کشن گنج بہار ۱۶/ اکتوبر ۲۰۱۲ بروز منگل

جواب کا مختصر ماحصل

''ہمارے علاقے کے عوام جو کہ اپنے آپ کو وہابی دیوبندی کہلاتے ہیں حالانکہ وہ اقوال کفریہ کے قائل و معتقد نہیں۔ بعض تو ایسے ہیں جو کہ ان کے اقوال کفریہ کو جانتے ہی نہیں محض ان سے ربط وضبط اور عمل میں ان کا ساتھ دینے کی وجہ سے انہیں انفرادی طور پر وہابی دیوبندی بمعنی کافر و مرتد کہنا صحیح نہیں لہٰذا ہمارے یہاں کے جن کو دیوبندی عقائد سے واقفیت نہیں اس کو مسلمان ہی سمجھا جائے گا جب تک کہ کسی کے متعلق خاص دلیل شرعی سے یہ ثابت نہ ہوجائے کہ یہ دیوبندی یا کفری عقائد رکھتا ہے اس کو اس کو کافر یا مرتد نہیں کہہ سکتے ہیں'' [التحقیقات لدفع التلبیسات، ص۸]

صورت مسئولہ میں مذکورہ لڑکا اگرچہ اپنے آپ کو دیوبندی کہلاتا ہے صرف دیوبندی کہلانے سے کافر نہیں ہوجاتا پھر یہ کہ وہ لڑکا عقائد کفریہ کو نہیں مانتا پھر یہ کہ انہوں نے تحریر دیدی ہے کہ میں کفری عقائد کو نہیں مانتا ہوں بلکہ میں اسلامی عقائد کو مانتا ہوں ایسی صورت میں اس لڑکا کو کافر و مرتد نہیں کہا جاسکتا لہٰذا اس لڑکا سے سنیہ لڑکی کا نکاح بالکل جائز ہے بکر اگرچہ عالم ہے وہ غلطی پر ہے انہیں مسائل شرعیہ سے واقفیت نہیں بکر کا یہ فعل درست نہیں جس دوسرا سنی عالم دین نے نکاح پڑھایا ان کا نکاح پڑھانا درست ہے۔ ہذہ المسئلۃ مذکورۃ فی کتب الفقہ ہٰذا ہوالجواب والمعاند و المخالف مورد العتاب۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

کتبہ: ذوالفقار احمد اشرفی دارالافتاء نصیریہ اشرفیہ پناسی شریف ضلع کشن گنج ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ (ایضاص-۹)

تبصرہ ایک فتوے پر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رب اعوذبك من همزات الشیٰطین واعوذبك رب ان یحضرون ○ اللھم برحمتك ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه۔ آمین بجاہ عبدك الاحب الاکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس وقت ایک مسئلہ مناکحت (حرمت وحلت) سے متعلق ایک استفتاء کا جواب میرے سامنے ہے۔ جو بہت دن ہوئے میرے پاس برائے تصویب بعض مقامی احباب واصحاب نے دستی بھیجا تھا تاکہ اس پر میں اپنی رائے کا اظہار کروں۔ مگر میں نے سرسری نظر ڈالتے ہی، مصلحۃً بغیر کچھ لکھے بیرنگ واپس کر دیا تھا اور فرستادہ کو زبانی بتا دیا تھا کہ اس استفتاء کا یہ جواب سقیم ہے۔ تصویب کے لائق نہیں۔ کہ کتب فقہ (فتاوی رضویہ وغیرہ) کے خلاف ہے۔ مگر بیچارے بعض خیر خواہ اصحاب پیچھے پڑ گئے۔ بار بار حصول تصدیق کے لئے اس نکمے (راقم السطور غفرلہ الغفور) کے پاس تشریف لائے اور میں برابر ٹالتا اور معذرت چاہتا رہا کسی وجہ سے۔ مگر ان کے پیہم مخلصانہ اصرار نے بالآخر کچھ نہ کچھ لکھوا کے ہی چھوڑا۔ خدا کرے صحیح ہو۔ مولائے کریم عزوجل اپنے کرم سے

قبول فرمالے اور نافع بنائے۔ مخدومان اہل سنت مفتیان ذوی الاحترام وعلمائے کرام اہل حق وصلاح کو بھی پسند آئے آمین یارب العالمین، بحرمت نبینا الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ ملاحظہ ہو:

پہلے ایک نظر استفتاء پر

یہ سوال نامہ، ایک ''دیوبندی'' جماعت کے ایسے شخص کے ساتھ، سنی گھرانے کی سنیہ لڑکی کے نکاح کے بارے میں ہے جو دیوبندی کہلاتا ہے اور عوام میں سے ایک عامی آدمی ہے۔ آیا اس دیوبندی سے اس سنیہ کا نکاح وانکاح جائز ہے یا نہیں؟ لیکن ہوشیار کاتبِ سوال نے، کسی چالاک وبیباک مشیر کے مشورے سے یا ازخود اپنے ذہن سے ایک اکیلی دریافت طلب بات کسی وجہ سے چارشاخا کردی۔

سوال کی شاخیں

(۱) (صورت مذکورہ میں) اس لڑکے (خاطب) کو کافر مرتد کہا جاسکتا ہے؟

(۲) اس لڑکے سے سنیہ لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(۳) بکر (ایک عالم) کہتا ہے نکاح جائز نہیں۔ اور خود ناجائز سمجھ کر نکاح نہیں پڑھایا۔ تو کیا بکر کا یہ فعل درست ہے؟

(۴) اور دوسرے سنی عالم نے پڑھا دیا تو کیا ان کا نکاح پڑھانا درست ہے۔

حالانکہ سیدھا سوال تو (پیش آمدہ قضیہ مذکورہ میں) محض شرعی عملی حکم ہی معلوم کرنے سے وابستہ تھا۔ نہ کہ اعتقادی حکم سے۔ اور پُر ظاہر وہ نہیں ہے مگر ایک

فقہی مسئلہ۔ آیا صورت مسئولہ میں حکم فقہی کیا ہے؟ جواز یا عدم جواز؟ اور بس۔ یہ مسئلہ، کلامی یعنی اعتقادی بالکل نہ تھا۔ پھر بھی سائل زیرک نے اسے کلامی بنالیا اور خاطب (طالب نکاح) کے کفر و اسلام سے سوال قائم کر کے اہل افتاء کی خدمت میں پیش کر دیا۔

اور جناب مجیب صاحب گرامی القاب زید مجدہ اس ''مسئلہ کلامی'' کے حل کرنے میں لگ گئے۔ اس پر پوری توجہ مبذول فرمادی۔ حتیٰ کہ خاطب کی حمایت میں، اس نظریہ حقہ مسلمہ ثابتہ کے اثباتِ فضول میں وہ زور باندھا جو ناظرین کے سامنے ہے۔ علمائے اہل سنت میں کون نہیں جانتا مانتا ہے کہ کفر التزامی ہی موجب تکفیر ہوتا ہے اور کفر لزومی عند التحقیق موجب تکفیر نہیں بر بنائے احتیاط۔ مجیب صاحب نے اس بے فائدہ، غیر ضروری کام میں کئی صفحات پُر فرمادئے۔ اور دلائل و نظائر کی نقول کا ڈھیر لگانے کی اچھی خاصی کاوش فرمائی اور بیٹھے بٹھائے اس قدر زحمت اٹھائی۔ اور ثمرہ اس کاوش کا؟۔ کچھ نہیں۔ کیوں؟۔ اس لئے کہ=

(اولاً) ارے کس نے اس طالب نکاح کو صورت مسئولہ میں کافر مرتد کہا؟ حتیٰ کے سوال کرنے اور جواب دینے کی ضرورت پڑ گئی؟ سوال نامہ میں تو ایسا کچھ مذکور نہیں۔ تو یہ صرف سائل کی بدگمانی یا غلط فہمی ہی کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ اور کیا مانا جائے؟۔ تبھی تو سائل نے بکر کے، نکاح پڑھانے سے گریز و تجنّب کو اسی پر محمول کر کے کہہ دیا کہ ''بکر نے اسے کافر مرتد جان کر ہی نکاح نہیں پڑھایا''۔ اور اس طرح مستفتی کی ہوشیاری نے مجیب بزرگوار کی توجہ کہاں سے کہاں مبذول کرادی؟ جب کہ باقتضائے صورت واقعہ ان کو تو سیدھے سوال کے جواب میں سیدھا فقہی حکم (جواز نکاح یا عدم جواز نکاح) ہی بیان کرنا تھا۔ اور بس مگر بجائے اس کے خاطب

مذکور کی مُسلِمیّت کے اثبات میں الجھ گئے اور اس طرح سائل کو من چاہا ''فتویٰ'' حاصل ہو گیا۔اور=

(ثانیاً) ارے اس مسلمہ، متفق علیہ، غیر خلافی نظریہ اہل سنت کا سنیوں میں کون انکاری تھا یا ہے؟ حتیٰ کہ اس کی تردید میں اتنی محنت کرنی پڑ گئی؟ بے شک یہ صحیح ہے کہ کسی ظاہر الاسلام شخص خاص، (مشارٌ الیہ) کو محض شک وشبہ کی بنا پر اس وقت تک کافر مرتد اعتقاد کرنا، کہنا جائز نہیں جب تک اس کا کفر وارتداد (موجب تکفیر کلامی) بطریق شرعی متعین ومتبین نہ ہو لے۔اور=

(ثالثاً) ارے! کیا بیٹی کی شادی کے سلسلے میں باپ یا خاندان کے لیے اتنا ہی دیکھ لینا کافی ہوتا ہے کہ خاطب کھلا کافر مرتد نہ ہو۔ وبس؟ کیا اس کے سوا اور کچھ دیکھنے پرکھنے کی شرعاً ضرورت نہیں؟ جواز وحلت کے لیے دیگر کچھ بھی واجب اللحاظ نہیں؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ارے! کسے نہیں معلوم کہ جواز وحلت کے لیے خاطب کا بظاہر مسلمان ہونا ہی ہرگز کافی نہیں بلکہ دیگر بہت امور بھی واجب اللحاظ ومدار جواز ہوتے ہیں تو پھر خاطب کی مُسلمیت کے اثبات کی طرف احتیاج صورت مسئولہ میں کیوں پیش آ گئی؟۔اور=

(رابعاً) ارے! علماء تو علماء، غیر عالم پڑھے لکھے سنی عوام بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ ''دیوبندیت'' آج کل ایک خاص بدمذہبی، ایک خاص گمرہی کا نام ہے اس کی طرف نسبت کرنا، بدمذہبی کی طرف خود کو منسوب کرنا ہے اور وہ ظاہر ہے [کم ازکم] بدنامی کا سبب ہے۔تو کیا یہ نسبت بد اس کی سنیت کو داغدار نہیں کر رہی ہے؟ کیا یہ ''دیوبندی'' کہلانا محل اشتباہ نہیں؟ کیا ایسی گھنونی بدنامی اور ایسی مشتبہ حالت، مناکحت کے عدم جواز کے لیے ناکافی تھی حتیٰ کہ عدم کفر ثابت کرنے کی طرف جانا پڑ گیا اگر

کسی اچھی چیز کو خراب کردینے والی دو خرابیاں ہو سکتی ہوں۔ایک چھوٹی خرابی دوسری بڑی۔اور صورت حال یہ ہو کہ چھوٹی خرابی اس چیز کے اندر صاف دکھ رہی تو بڑی خرابی کا انکار و اعدام چہ معنیٰ دارد؟ چہ فائدہ دہد؟

کاش ہمارے یہ مجیب صاحب قبلہ زید مجدہ (من حیث المجیب عن المسئلہ) اس حمایتِ خاطب اور اس عاجلانہ اجابت کی جگہ اپنی شرعی ذمہ داری کا احساس فرماتے اور ان بے خبروں کو خبردار کرتے، سیاہ وسفید سُجھاتے، اس کار حرام وموجب آثام اقدام کی پاداش سے ڈراتے، بدنامی وبدانجامی کی شناعت سے آگاہ کرتے، کہتے:

(۱) ارے تم لوگ یہ پوچھتے ہو کہ صورت مذکورہ میں یہ طالب نکاح (نزد اہل حق وتحقیق) کیا ہے؟ کافر ہے یا مسلمان؟۔ یہ کیوں نہیں معلوم کرتے کہ اس کا سنی ہونا صورت مسئولہ میں کم از کم مشتبہ (مشکوک) مانا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا اشتباہ کی صورت میں یہ رشتہ حلال ہوگا یا حرام؟۔اور کہتے:

(۲) ارے اس وقت (وقت نکاح) اس کے کفر واسلام سے بحث وسوال کی کیا تُک؟ کیا حاجت؟ کیا تم لوگ ہر اس شخص سے جو ظاہر میں مسلمان لگتا ہے اپنی بہن بیٹی بیاہنا پسند کرو گے۔صرف اسی قدر (ادعاء اسلام یا ظاہری مسلمانی) پر اکتفا کرلو گے بس اتنا ہی دیکھ لینا کافی سمجھ لو گے کہ خاطب تحقیقی طور پر کافر مرتد نہ ہو؟ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھو بھالو گے؟ ضرور دیکھو گے۔کیوں کہ مشاہدات شاہد ہیں۔سبھی دیکھتے ہیں۔دنیا دیکھتی ہے۔کیا سب سے پہلے جوڑ۔برابری (مسئلہ کفاءت) پر نظر نہیں کی جاتی ہے۔عادات واطوار، ڈھنگ، اخلاق نہیں پرکھے جاتے ہیں؟ کیا تم

بدنامی والی جگہ نئی رشتے داری کرنا گوارا کرلو گے؟۔کیا بدکردار۔عیاش فحاش۔شرابی جواری چور ڈکیت وغیرہ بدنام لوگوں سے گریز نہیں کرو گے؟ ضرور کرو گے۔ بلکہ ضرور یہ بھی چھان بین کرو گے کہ اس کے دوست احباب، سنگی ساتھی اور رشتہ دار کیسے ہیں؟ اس کی صحبت وہم نشینی کس قسم کے لوگوں کے ساتھ رہتی ہے؟ جب تم بدکردار، بدخصال، رسوائے زمانہ لوگوں میں سے کسی کو اپنا داماد ورشتہ دار بنانا پسند نہیں کر سکتے تو صورت مذکورہ میں شخص مسؤل عنہ کو تم بدنامی واشتباہ کے باوجود، صحیح العمل صحیح العقیدہ بے داغ سنی نہ ہوتے ہوئے بھی اپنا داماد بنانا کیوں کر گوارہ کر سکتے ہو؟ جب کہ اس کا حال یہ ہے کہ اس نے ابھی تک دیوبندی کہلانا ترک نہیں کیا ہے۔ دیوبندیت سے نہ توبہ کی ہے نہ تبرّی کی ہے۔نہ دیوبندیوں کی سنگت چھوڑی ہے۔انہیں کی پیروی واقتداو ہمنوائی بدستور جاری ہے اور اس کا قال (بر خلاف حال) یہ ہے: ''میں ان کے کفری عقائد نہیں مانتا ہوں''۔کیا کوئی بڑے سے بڑا گمراہ، پکا گھنونا مرتد بھی یہی بولی نہیں بولتا ہے۔کیا کوئی قادیانی کہہ دیگا کہ وہ کفری عقائد مانتا ہے؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم......

اور کاش مفتی صاحب قبلہ ان سے مزید فرماتے: افسوس تمہاری حالت پر اور تعجب تمہاری عقلوں پر یہ نسبتِ دیوبندیت کا موٹا سا بدنما داغ اس کی پیشانی پر لگا ہوا تمہیں کیوں نظر نہیں آیا۔کیا یہ کلنک کا ٹیکہ سا نہیں ہے؟ تم کیسے سنی ہو؟ اتنی صاف عیاں قباحت، اس قدر ظاہری شناعت سے یہ صرفِ نظر کیسی؟۔ارے بھائیو! کم از کم اس رشتے کی اخروی خرابی اور دنیوی بدانجامی کا اندازہ لگاؤ اور خدا کے لئے اس ارادۂ

بد سے باز آؤ۔اپنی بیٹی بہن پر ترس کھاؤ۔اسے بھی اور خود کو بھی عذاب وغضب الٰہی سے بچاؤ......

اور کاش مفتی صاحب قبلہ، اس رشتہ حرام کے درپے لوگوں سے یہ بھی کہہ دیتے: بھائیو! غور کرو، سنجیدگی سے سوچو! جب وہ شخص ایک طرف تو ''دیوبندیوں'' کے کفری عقیدوں کی اپنے سے نفی کرتا ہے۔نہ ماننے کا جتاوا جتاتا ہے اور دوسری طرف بالفعل (ابھی بھی) بدستور ''دیوبندی'' کہلاتا ہے (کما دلت علیہ الفاظ السوال) تو اسکی یہ متضاد رفتار وگفتار چہ معنی دارد؟-سوچئے! کیا اس کا (دیوبندی کہلانا) اس وجہ سے ہے کہ وہ قصبہ دیوبند کا ساکن ہے؟ ہرگز نہیں۔تو کیا یہ کوئی نسبی یا قومی نسبت ہے؟ ہرگز نہیں۔تو پھر یہ کیسی نسبت ہے؟ اس کا، رضا ورغبت کے ساتھ یہ دیوبندی بننا، دیوبندی کہلانا کیا پتہ دے رہا ہے؟ یہی نہ کہ وہ دیوبندی مسلک کا پیرو ہے۔دیوبندی عالموں کا معتقد و مقلد ہے۔جب ایسا ہے تو کیا وہ ان کا ہمرنگ نہیں۔دینی کاموں میں ان کا سنگی ساتھی نہیں؟ کیا ان کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتا ہوگا؟ جب حالت یہ ہے، صورت واقعہ اور کیفیتِ اعتقاد وعمل یہ ہے تو کیا وہ کم ازکم گمراہ، بدمذہب نہیں ٹھہرے گا یا کم ازکم اس کی صحتِ سنیت میں، اس کی یہ نسبت و حالت شبہہ نہیں ڈال رہی ہے؟ ضرور بدمذہب ٹھہرے گا۔یا کم ازکم ضرور مشتبہ رہے گا اور نکاح کے عدم جواز (عدم حلت) کے لیے لامحالہ اسی قدر کافی وافی ہے۔(کما سیاتی من الفقہاء الکرام)۔

پھر یہ ورود اشتباہ والی بات بھی محض بر بنائے احتیاط کہی گئی۔برسبیل تنزل ہی مان لی۔ورنہ در حقیقت لزوم کفر کی نوبت بھی موجود یا مظنون ہے- اور جب بعد

تحقیق حال لزوم کفر کی صورت متعین ہو تو مناکحت کی حلت و اجازت کا کیا سوال؟ بلکہ یہ احتمال لزوم بھی احتیاطاً وتنزلاً ہی ہے ورنہ (تجربات ومشاہدات کی روشنی میں) کچھ بعید نہیں، بلکہ قوی امکان ہے کہ اس کی صحیح پرکھ، شرعی تحقیق وتفتیش اگر کی جاتی تو وقوع التزام بھی عیاں ہو جاتا اور ''تستر وتقیہ'' کا بھانڈا پھوٹ جاتا۔ اور جب نوبت التزام ہو تو لا جرم نکاح باطل (کالعدم) ٹھہرے گا اور عامی و جاہل یا ناواقف ہونا مسموع نہ ہوگا۔ کیوں کہ ایسے مواقع میں بے علمی شرعاً عذر نہیں ہوتی۔

مگر افسوس! حضرت مجیب صاحب قبلہ (زادہ اللہ تعالیٰ فضلاً ومجدا) سے چوک ہوگئی جبھی تو یہ انہونی ان سے ہوگئی اور جو ہونا چاہیے تھا وہ نہ ہوا۔ خیر۔

لائق غور، معروضات:

ناظرین دھیان دیں! سامعین غور سے سنیں! اس استفتاء کے جواب میں مجیب صاحب نے جس خاص منتخب کتاب پر بھرپور اعتماد دکھایا ہے، جس سے چھوٹے بڑے کثیر اقتباسات اخذ کیے ہیں اور اپنے مطلب کے موافق بہت اقوال ونظائر نقل فرمائے ہیں اور اس کے مصنف کو اپنا بڑا معتمد فقیہ، مفتی، محقق اور امام وپیشوا ماننا پرزور انداز میں ظاہر کیا ہے اسی کتاب میں، اسی جگہ، اسی بحث کے تحت، اسی فقیہ عظیم المقام، مصنف موصوف علام، معتمد خواص وعوام نے یعنی فتاوی رضویہ ہی میں امام اہل سنت، امام ربانی سرکار اعلیٰ حضرت فاضل ومحقق ومحدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ہی نے یہ مندرجہ ذیل احکام بھی تو ارشاد فرمائے ہیں (جن سے مجیب صاحب کے جواب کا ناصواب ہونا اور بالکل غلط ہونا صاف ظاہر ہے) وہ سب مفتی

صاحب نے نہ جانے کیوں نہیں دیکھے۔ کیوں نظر انداز کر دیے؟ یہ تو وہی جانتے ہونگے۔ حالانکہ اس قسم کے سوال کا جواب لکھنے والے ایک مجیب کو (من حیث المجیب) ان ہی جزئیات سے اخذ واستفادہ چاہیے تھا نہ کہ سکوت عن التکفیر والی عبارات سے۔

فتاویٰ رضویہ کا موقف:

امام ربانی سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

(۱) "وہابیہ سے میل جول رکھنے والا ضرور وہابی ہے۔ کیوں کہ وہ [اگر واقف حال ہوکر] وہابیہ کو گمراہ بد دین نہیں جانتا ہے تو خود [انہیں کی طرح] گمراہ بد دین ہے -اور [اس صورت میں] اس کے ساتھ مناکحت ہو ہی نہیں سکتی۔ اور [اگر] ان کو گمراہ بد دین جانتا اور کہتا ہے [مگر] پھر بھی ان سے میل جول رکھتا ہے تو [اس صورت میں وہ] سخت فاسق بے باک ہے [لہٰذا] اس کی مناکحت سے احتراز چاہیے"۔

[فتاویٰ رضویہ، جلد پنجم [بتصرف یسیر ایضاحاً) ص ۱۷۲]

(۲) "کوئی وہابی ایسا نہ ہوگا جس پر فقہائے کرام کے ارشادات سے کفر لازم نہ ہو- اور نکاح کا جواز وعدم جواز نہیں مگر ایک مسئلہ فقہی۔ [نہ کہ کلامی، اعتقادی] تو یہاں حکم یہی ہوگا [کہ] ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ الخ"۔

[فتاویٰ ایضاً (بتصرف یسیر) ص ۲۶۰، ۲۶۱]

(۳) "اور اگر ایسے عقائد خود [تو] نہیں رکھتا مگر کبرائے وہابیہ، کہ وہ عقائد رکھتے

ہیں انہیں [واقف حال ہوکر کم ازکم] مسلمان جانتا ہے تو بھی یقیناً اجماعاً خود کافر ہے کیوں کہ جس طرح ضروریات دین کا انکار کفر ہے یوہیں ان کے منکر کو کافر نہ جاننا بھی کفر ہے"۔ [فتاویٰ ایضاً (بتصرف یسیر) ص ۲۵۸]

(۴) "------ثم اقول وباللہ التوفیق: اگر نظر تحقیق کو رخصت جولان دیجیے تو بدمذہب سے سنیہ کی تزویج ممنوع ہونے پر شرع مطہر سے دلائل کثیرہ قائم ہے ------"

[اپنی معلومات یا تسلی کے لئے دیکھئے فتاویٰ رضویہ پنجم، ص ۲۶۴ تا ۲۷۲]

(۵) ------"ہاں ضرور یہ ہے کہ ہم اس بات میں [یعنی مسئلہ تکفیر بدمذہب میں] قول متکلمین اختیار کرتے ہیں۔ اوران میں جو [شخص] کسی ضروری دین کا [خود] منکر نہیں، نہ ضروری دین کے کسی منکر کو [واقف حال ہوکر] مسلمان کہتا ہے [ہم] اسے کافر نہیں کہتے [بلکہ گمراہ، مبتدع، بدمذہب، غیر سنّی یا فاسق فی العقیدہ وغیرہ کہتے ہیں] مگر یہ [سکوت عن التکفیر] صرف برائے احتیاط ہے۔ [تو] دربارۂ تکفیر حتی الامکان احتیاط اسی میں ہے کہ سکوت کیجیے۔ مگر وہی احتیاط جو وہاں [یعنی در مسئلہ تکفیر مبتدعین] مانع تکفیر ہوئی تھی یہاں مانع جواز نکاح ہوگی۔ کہ جب جُمہور فقہائے کرام کے حکم سے ان پر کفر لازم، تو ان سے مناکحت [شادی بیاہ] زنا ہے۔ تو یہاں [مسئلہ مناکحت میں] احتیاط اسی میں ہے کہ اس سے دور رہیں۔ اور مسلمانوں کو اس سے باز رکھیں"۔ [فتاویٰ رضویہ پنجم، ص ۲۶۱]

خلاصۂ تحریر بر جواب مجیب:

غرض مفتی صاحب موصوف کا اس نکاح مسئول عنہ کو جائز کہنا صحیح نہیں، بالکل غلط ہے- کیوں کہ اس خاطب (طالب نکاح) کا، رضا و رغبت کے ساتھ دیوبندی بنا رہنا، دیوبندی کہلانا اس کی بدمذہبی و گمرہی کے ثبوت و وقوع کے لیے کافی وافی دلیل ہے- اور عامی یا جاہل ہونا عذر لنگ سے زیادہ نہیں، ہرگز نہیں سنا جائے گا۔ جب ابھی بھی (دیوبندی کفری نظریات سے انکار کے باوجود) یہ گھنونی، بدنام کن نسبت و قربت موجود ہے تو صحت سنّیت ضرور مفقود ہے لامحالہ مشتبہ ہے۔ اور اشتباہ کی حالت ضرور موجب حرمت وعدم جواز ہوتی ہے۔ ہاں اگر وہ کفری عقائد سے اس نفی و انکار کے ساتھ ساتھ علانیہ تائب بھی ہو جاتا۔ اس نسبت سے اپنے کو منسوب کرنا بند کرتا۔ تجنّب و تنفر دکھاتا۔ دیوبندی کفریات سے بصراحت بیزاری ظاہر کرتا اور اصلاح حال بھی کرتا حتیٰ کہ اس کا صلاح حال خوب ظاہر و معروف و قابل اعتبار ہو لیتا تب کہیں جا کر جواز نکاح کا حکم ملتا۔ اور جب یہ شرطیں نہیں پائی گئیں تو جواز کا قول کیوں کر درست ہو سکتا ہے؟

بالجملہ صورت مسئولہ میں قول بجواز النکاح ہرگز صحیح نہیں۔ ضرور واجب التغلیط والتردید ہے (الا فی صورۃ التبرّی وصحۃ التوبۃ وظہور الصلاح وقطع التعلق من المبتدعین)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور جب صورت مسئولہ میں وہ نکاح وانکاح، کم از کم اشتباہ کی بنا پر ناجائز و

حرام تھا تو نکاح پڑھانے سے گریز کرنے والوں پر کیا الزام؟ کیا محل اعتراض؟ بلکہ ان کا فعل ماشاء اللہ درست رہا۔ وہ مستحق داد و تحسین ہیں۔ الزام تو نکاح خواں پر آیا۔

واللہ تعالیٰ ھو الھادی وھو عزوجل اعلم۔

تنبیہ:

پھر خیال رہے کہ ''وہابی'' مطلق اور ''وہابی دیوبندی'' کا حکم میں بڑا فرق ہے یہ فتاویٰ رضویہ میں مذکورہ بالا حکم جو ہے وہ مطلق ''وہابی'' سے متعلق ہے جبکہ ''دیوبندی وہابی'' کا حکم تو اس سے سخت ہوتا ہے یہ فرق سنی مفتیان کرام میں کس کو معلوم نہ ہوگا؟ کیوں کہ مطلق وہابی یعنی غیر مقلدین کے جرم سے دیوبندیوں کا جرم بڑا ہے زیادہ شنیع ہے کما لا یخفی علی من طالع کتب الفقہ والکلام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

راقم السطور: بندہ پُرقصور محمد صالح غفرلہ الغفور، قادری نوری بریلوی

از جامعۃ الرضا۔ بریلی شریف ۲۱ر صفر ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۵ر دسمبر ۲۰۱۴ء

۸۶/۹۲ھ

فخر عرب وعجم، امیر سنیاں، جانشین مفتی اعظم جہاں، وارث علوم امام احمد رضا خاں، قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ، وقار الطریقہ، سیدی آقائی مولائی مرشدی ملجائی الحاج الشاہ استاذنا المعظم والمکرم حضرت علامہ **مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری** ادام اللہ فیوضہ علینا وعلی سائر المسلمین کا جواب:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوال پڑھوا کے سنا، سائل مظہر کہ وہ شخص جس سے دختر زید کا نکاح ہوا"وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہلاتا ہے جب ان کے پاس اسلامی عقائد اور کفری عقائد (دیوبندی عقائد) پیش کیے گئے تو انہوں نے کفری عقائد کا انکار کیا اور تحریر دے دی کہ میں ان کفری عقائد کو نہیں مانتا ہوں، اسلامی عقائد کو مانتا ہوں"

سائل کی اس وضاحت میں یہ بات دریافت طلب رہ گئی کہ آیا دیوبندیوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہونے کے باوجود وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہتا ہے یا دیوبندیوں سے بیزار ہے، اس تحریر میں اس شخص کی طرف سے یہ درج نہ ہوا کہ وہ دیوبندیوں کو کافر جانتا ہے یا مسلمان؟

اگر واقعہ یہ ہے کہ وہ دیوبندیوں کے عقائد سے واقف ہونے کے بعد بھی خود کو دیوبندی کہتا ہے تو اقراری دیوبندی ہے اور اس کا یہ کہنا کہ"میں ان کفری عقائد کو نہیں مانتا ہوں" کھلا تناقض ہے جو اس کے خلاف حجت ہے، اس

کے باوجود قائل کا خود کو دیوبندی کہنا، کہلوانا باطل پر اصرار اور کفر عنادی ہے۔لہٰذا قائل پر خود اس کے اقرار سے وہی حکم ہے جو دیوبندیوں کا حکم ہے،اس کا نکاح دختر زید سے باطل ہے، ہندیہ میں ہے: لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة و کذالك لایجوز نکاح المرتدة مع احد کذا فی المبسوط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قال بفمه وامر برقمه:

محمد اختر رضا خان قادری ازہری غفرلہ